بزمِ رفتگاں قسط اول

میرے مشفق شیخ

حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ

حضرت مولانا محمد سلمان گنگوہی
مدرس حدیث جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

الحمدلله و کفیٰ وسلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ امابعد !

مؤرخہ ۱۶؍شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ/ ۱۱؍جولائی ۲۰۱۷ء بروز سہ شنبہ کوصدیق محترم جناب مولانا محمد ساجد صاحب کھجناوری زید احترامہ نے کمرہ میں آکر اطلاع دی کہ آج حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور کا انتقال ہوگیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔اس جانکاہ خبر سے ایک کمزور وناتواں کو جتنا صدمہ اورغم ہوا، اس کا وہی شخص اندازہ کرسکتا ہے جس پر کسی مشفق شیخ واستاذِ روحانی کی عرصہ دراز تک شفقتیں پڑچکی ہوں، اس سیہ کار نے ۱۳۹۷ھ میں حضرتؒ سے صحیحین اور مؤطا امام محمد مکمل پڑھی ہیں، دورانِ درس جو عنایتیں اور شفقتیں ومہربانیاں اور الطاف کریمانہ ومشفقانہ احقر کے ساتھ رہیں اور جو واقعات پورے سال احقر نے دیکھے اور سنے ان کو ضبط تحریر میں لانا محال ونہایت دشوار ہیں بلکہ حضرت کے وصال پر وہ عنایتیں اور واقعات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احقر ان کو اپنی نظروں سے فی الحال دیکھ رہا ہے، یہ تحریر لکھنے کے وقت احقر سوچ میں پڑگیا کہ کونسا واقعہ پہلے لکھوں اور کونسا بعد میں، بہرحال اللہ کا نام لیکر مضمون شروع کردیا، واضح رہے کہ احقر کوئی مضمون نگار نہیں ہے بلکہ مولانا محمد ساجد صاحب کھجناوری مدرس عربی جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کے حکم پر یہ بے ربط تحریر یہ سوچ کر لکھ رہا ہوں کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو جب مصر کے بازار میں فروخت کیا جارہا تھا تو لوگ چھکڑوں میں بھر بھر ہیرے وجواہرات لیجارہے تھے، ایک بڑھیا سوت کی ایک انٹی لیکر جارہی تھی کسی نے پوچھا کہاں جارہی ہو؟ اس نے بتلایا یوسف کو خریدنے جارہی ہوں، سائل نے کہا کہ کیا تو اس

سوت کی انٹی سے حضرت یوسف علیہ السلام کوخرید لے گی؟ وہاں تو نوٹوں کے نیز ہیرے وجواہرات کے ڈھیر کے ڈھیر لیکر لوگ جارہے ہیں، تو اس بڑھیا نے جواب دیا کہ یہ مجھے معلوم ہے کہ میں خرید تو نہیں سکتی لیکن یہ سوچ کر جارہی ہوں کہ کل قیامت میں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے دریافت کرلیا کہ میرے پیارے اور لاڈلے یوسف کوخریدنے کے لئے مصر کے بازار میں کون کون آیا تھا تو اس فہرست میں میرا بھی نام آجائے گا، تو یہ سیہ کار بھی صرف اس لئے یہ چندسطریں لکھ رہا ہے کہ کل قیامت میں اگر اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ ایک عاشق رسول ،متبع سنت ،فنا فی الحدیث، شیخ کامل، ماحی بدعت پر کس کس نے مضمون لکھا تھا تو اس ناکارہ آوارہ کا اس میں نام آجائے گا ان شاءاللہ۔ **احب الصالحین ولست منهم لعل الله يرزقني صلاحاً۔**

بہرحال احقر راقم السطور رسماً صرف ایک تعلیمی سال یعنی شوال ۱۳۹۶ھ سے شعبان ۱۳۹۷ھ تک حضرت کے درس میں شریک رہا اس کے بعد سے جب بھی احقر گنگوہ سے سہارنپور حاضر ہوتا تو حضرت کے کمرے پر حاضر ہوتا، اگر ملاقات کا وقت ہوا تو بصد احترام وآداب حاضر خدمت ہوکر مصافحہ بھی کرلیتا نہیں تو سلام کرکے کچھ دیر مجلس میں بیٹھا اور ناصحانہ کلمات سن کر واپس آگیا، اگر خدام نے بتلایا کہ ملاقات کا وقت تو نہیں ہے لیکن آپ تنہا چلے جائیں ملاقات ہوجائے گی تب بھی یہ سیہ کار کمرہ کے اندر داخل ہونے کی ہمت نہیں کرتا تھا، کیونکہ بے وقت ملاقات کرکے حضرت کو اذیت دینا احقر مناسب نہیں سمجھتا تھا۔

ایک بات یہ بھی عرض کردوں کہ حضرت نے بارہا اپنے عنفوان شباب میں فرمایا کہ میں اسی کو ڈانٹتا ہوں جس سے مجھ کو محبت ہوتی ہے جس سے تعلق اور محبت نہیں ہوتی میں اس کو نہیں ڈانٹتا، اس کی جزئیات کے لئے مستقل ایک دفتر درکار ہے، بہرحال راقم السطور نے جب جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور کمرہ کا انتخاب ہوا تو حضرت شیخ کا کمرہ دارقدیم میں کمرہ نمبر۱۰ رہوا کرتا تھا اور اس ناکارہ کا کمرہ نمبر۱۳ تھا، احقر نے وقت کوغنیمت سمجھ کر ارادہ کیا، برائے استفادہ حضرت کی خدمت میں حاضری کا اہتمام کیا جائے مگر چوں کہ ہفتہ کے درمیان احقر کو مطالعہ کی وجہ سے وقت نہیں ملتا تھا کہ احقر نے اپنا معمول یہ بنا

رکھا تھا کہ بعد مغرب تا عشاء اور بعد عشاء دس بجے تک ہر حال میں حدیث کی کتابوں خصوصاً ابوداؤد شریف اور بخاری شریف کا مطالعہ کرنا ہی ہے اس لئے درمیان ہفتہ میں تو نہیں البتہ شب جمعہ میں تعطیل رہنے کی وجہ سے ان شاء اللہ پابندی سے حضرت کی خدمت میں جایا کروں گا، ایک مرتبہ گیا تو حضرت نے احقر کو ڈانٹا لیکن بعد میں آپ نے اجازت دیدی پھر تو ہر ہفتہ احقر حاضر خدمت ہونے لگا جس سے روز بروز حضرت کی مہربانیاں اس قدر بڑھیں کہ ان کو یاد کر کے یہ سیہ کار رسوائے گریہ کے کوئی چارہ نہیں سمجھتا لیکن آہ! اب تو حاضری و دیدار سے بھی محرومی ہوگئی۔

موثق ذرائع سے یہ بات پہونچی کہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی محدث کبیر کو ابتداء میں حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث پہچانتے نہیں تھے، ایک مرتبہ وہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کے یہاں کچے گھر میں تشریف لائے ہوئے تھے کھانا بھی حضرت شیخ ہی کے یہاں کچے گھر میں تھا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت مولانا زکریا صاحب علیہ الرحمہ بغیر سہارے کے خود چلتے تھے، چنانچہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب محدث اعظمی حضرت مولانا محمد یونس صاحب مرحوم علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، چونکہ محدث اعظمی صاحب بہت سادے لباس میں رہتے تھے ملاقات کے وقت حضرت مولانا محمد یونس صاحب دار قدیم کے کمرہ نمبر ۱۰ میں اپنی چارپائی پر تشریف فرما تھے محدث کبیر صاحب چارپائی سے نیچے بیٹھ کر ہی علمی سوالات کرتے رہے حضرت مولانا مرحوم جواب دیتے رہے اسی میں کچھ دیر ہوگئی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب علیہ الرحمہ نے کئی مرتبہ بلانے کے لئے آدمی بھیجا محدث کبیر صاحب نے جواب دیا کہ حضرت شیخ سے کہدینا کہ میں ابھی آرہا ہوں اور پھر محو گفتگو ہوجاتے، کچھ دیر گزرنے کے بعد حضرت شیخ خود ہی تشریف لے آئے اور یہ دیکھ کر کہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب چارپائی پر ہیں اور محدث کبیر نیچے بیٹھے ہوئے ہیں حضرت مولانا محمد زکریا صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا مولانا یونس صاحب تم جانتے نہیں یہ کون ہیں؟ یہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی ہیں اتنا سنتے ہی حضرت مولانا محمد یونس صاحب نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سے معانقہ کیا اور کہا کہ میں نے پہچانا نہیں تھا اس کے بعد حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی نے فرمایا کہ اگر حضرت

مولانا زکریا صاحب تھوڑی دیر اور نہ آتے تو میرے تمام مسائل حل ہو جاتے۔

آپ کے باختصاص شاگرد اور جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کے شیخ الحدیث استاذی حضرت مولانا وسیم احمد سنسارپوری دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مقیم پاکستان علیہ الرحمہ جو کہ وہ بہت جید عالم وشیخ زماں تھے انہوں نے اپنی کتاب ''کشف الباری'' شرح بخاری میں ایک جگہ لکھا ہے کہ میں نے حضرت مولانا محمد یونس صاحب کی بخاری شریف کی کاپی سے استفادہ کیا ہے، اس کاپی میں اکثر جگہ پر تو مضامین کے حوالے بھی درج تھے اگر کسی جگہ کسی مضمون کا حوالہ درج نہ ہوتا تو صرف یہ کہکر مضمون نقل کر دیتے کہ حضرت مولانا محمد یونس کا نقل کرنا کافی ہے حوالہ کی ضرورت نہیں۔ ایک مرتبہ حضرتؒ نے بخاری شریف کے سبق کے درمیان میں فرمایا بچوں! آج کے درس کی ایک حدیث کی سند میں مجھے چار نام تلاش کرنے تھے اس میں میرے دو گھنٹہ لگے ہیں اور میں نے آدھے منٹ میں تمہارے سامنے ان کو بیان کر دیا، تمہیں پتہ بھی نہ چلا، نیز ایک مرتبہ فرمایا کہ بچو تم لوگ میرے سبق میں صحاح ستہ لیکر بیٹھا کرو کیونکہ ہمارے اساتذہ کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اگر حدیث کی کسی کتاب کا حوالہ دیا کرتے تھے تو اس کتاب کو کھول کر بھی دکھایا کرتے تھے میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ جس کتاب کی حدیث کا حوالہ دوں اس کتاب کو کھول کر دکھاؤں، الحمدللہ ہمارے اساتذہ نے سبق میں جہاں جہاں کتاب کھول کر دکھائی وہ مقامات مجھے ابتک یاد ہے، نیز ایک مرتبہ سبق میں ارشاد فرمایا الحمدللہ میرے ہر کتاب میں اعلیٰ نمبر آتے تھے میں نے جب صحاح ستہ کا امتحان دیا اور اس میں میرے اعلیٰ نمبر آئے تو مظاہر علوم کا چونکہ ضابطہ رہا ہے کہ جس کتاب میں کسی کے اعلیٰ نمبر آتے ہیں تو انعام میں وہی کتاب اس کو ملتی ہے تو الحمدللہ مجھے بھی صحاح ستہ انعام میں ملی تھیں جس وقت میں انعام لینے کے لئے گیا تو حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث علیہ الرحمہ وہاں پر تشریف فرما تھے، حضرت شیخ نے فرمایا کہ **الھدایا مشترکۃ** میں اپنی کتابیں لیکر چل دیا اور میں نے چلتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث تو ضعیف ہے۔ یہ ناکارہ آوارہ ایک مرتبہ رات میں ایک بجے کے بعد کسی کے کام کے لئے جب مسجد میں گیا تو حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ کو دیکھا کہ سجدے میں ہیں اور بلبلا کر رو رہے ہیں **اللھم ارزقنا اتباعہ۔**